بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مریم قریشی نے یہ ناول (گلاب رت کے حسین) صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine) کیلئے لکھا ہے۔اس ناول (گلاب رت کے حسین) کے تمام جملہ و حقوق بمعہ مصنفہ کے نام صرف اور صرف نیوایرا میگزین(New Era Magazine) کے نام محفوظ کیے جاتے ہیں۔ لہذا کسی بھی ادارے،ڈائجسٹ،سوشل میڈیا،ویب سائٹ یا کوئی بھی فرد بمعہ مصنف کو اس کا کوئی بھی حصہ کسی بھی صورت میں شائع کرنے کی سخت ممانعت ہے۔ عمل درآمد نہ کرنے کی صورت میں قانونی کاروائی کی جائے گی۔

شکریہ

ادارہ:نیوایرا میگزین

****

عون کے کہنے پر ابراہیم بیٹھ گیا تھا۔اسے صرف ماں کا خیال آگیا تھا۔ بھینچے ہوئے لبوں کے ساتھ وہ اب زمین کو گھور رہا تھا۔ پھر اس نے منہ اٹھایا۔روشن چہرہ اس وقت سرخ ہو چکا تھا۔ خون کی گردش یک دم بڑھ گئی تھی۔ایسا لگتا تھا کہ رگیں باہر نکل آئیں گی۔ایک لمحہ کو خان صاحب کو افسوس ہوا تھا۔لیکن اگر وہ نرم پڑ جاتے تو ابراہیم نے فوراً واپس چلے جانا تھا۔

"ٹھیک ہے میں تیار ہوں لیکن آپ لوگوں نے اچھا نہیں کیا۔۔۔" یہ تو وہ جانتا تھا کہ وہ کس دل سے کہہ رہا تھا۔ صبیح پیشانی غصے کی حدت سے چمک رہی تھی۔

کمرے میں خوشی پھیل گئی۔لیکن صرف ابراہیم کا چہرہ سپاٹ تھا۔

وہ باہر آیا تو خاور اور طلحہ نے اسے گھیر لیا۔ان کے چہرے پر مسکراہٹ تھی۔

"تم لوگوں نے غداری کی ہے میرے ساتھ" ابراہیم نے ان دونوں کی خوب پٹائی لگائی تھی۔ رواحہ اور کاشان ان کو بچانے آئے تو انہوں نے بھی مار کھائی تھی۔اور اب سب ایک کمرے میں بیٹھے ہنس رہے تھے۔ابراہیم سمجھ چکا تھا۔ہنس کر یا رو کر اسے یہ کڑوا گھونٹ پینا تھا۔اور ہما اسے ناپسند تو نہیں تھی۔ہاں مگر اس سے محبت نہیں تھی۔محبت تو اسے کسی اور سے بھی نہیں تھی۔جب بعد میں بھی اس نے ہما سے ہی شادی کرنی تھی تو اب کیوں نہیں۔ جمع تفریق کر کے اس نے ذہن کو پرسکون کرنا چاہا تھا۔اور وقت اُس کے اِس حساب پر پر اسرار انداز میں مسکرایا تھا۔

"لیکن کیا اسے کسی سے محبت ہو بھی نہیں سکتی تھی؟" محبت نے سرگوشی کی تھی۔

سفینہ لاج میں یہ خبر پھیل چکی تھی کہ ابراہیم بھائی نے تنویر خان کی بات تحمل سے سنی ہے۔

پھر کیا تھا سب کے دل جو اندیشوں سے کبھی کبھی گھبرا جاتے تھے کھل اٹھے۔

ابراہیم مرتا کیا نہ کرتا کے مصادق سب کے درمیان بیٹھا ہوا کبھی ہنستا اور کبھی دل ہی دل میں رو دیتا تھا۔ تنویر علی اس سے ہر وقت خائف رہتے تھے۔ اگر وہ انکار کر دیتا تو تنویر علی اس سے اور نالاں ہو جاتے۔ دل ہی دل میں وہ انکل حبیب کو کوسنے لگ جاتا تھا۔ اور حیران تھا کہ ہمانے بھی بالکل نہیں بتایا تھا۔ یہ شاید وہ بھول رہا تھا چاہے لاکھ اس کی پرورش باہر ہوئی ہو۔ مگر وہ ایک مشرقی لڑکی تھی۔

"ماموں پریشان کیوں ہو رہے ہیں ہما آپی کے پاس فون نہیں ہے اور یہ لوجک آپ کی اماں حضور کی ہے کہ اگر دلہن اپنی تصویریں بناتی رہے تو اس پر روپ نہیں آتا ہے۔۔۔"کاشان نے ابراہیم کو کچھ سوچتے پا کر بتایا تھا۔

"چل ہٹ شریر، دفعہ ہو جا سازشی انسان۔۔۔"ابراہیم نے کہا۔

"ایسا تو نہ کہیں اتنی مشکل سے تو آپکا موڈ ٹھیک ہوا ہے۔۔۔"کاشان منہ بسورتے ہوئے بولا۔

"چل آجا یار ناشتہ کرتے ہیں بھوک لگی ہے بہت۔۔۔"ابراہیم نے کہا۔

"اکیلے اکیلے جا رہے ہو، ہم بھی پڑے ہیں راہوں میں سرکار۔۔۔"خاور نے انہیں جاتا دیکھ کر کہا۔

"ہاں تم بھی آجاو' ویسے ناشتے کے نام پر تم پتہ نہیں کتنی چیزیں شہید کر چکے ہو گے۔۔۔"
ابراہیم نے طنز کیا تھا۔

New Era Magazine

"ہم ہر وقت میرے کھانے پر نظر رکھتے ہو'مر گیا تو کھانے کی ٹیبل پر بیٹھ نہیں سکو گے تم لوگ بھوک نہ لگنے کی بیماری میں مبتلا ہو جاوگے'پھر یہ دعا کروگے خاور واپس آجاو'تمہارے بغیر کھانے پینے کی سب چیزیں اداس ہیں اور ہمارے پیٹ دہائی دے رہے ہیں کہ خاور نامی کھانے سے محبت کرنے والے شخص کو لاؤ گے تو ہی شنوائی ملے گی ورنہ نہیں۔۔۔"

خاور نے مسکراتے ہوئے اتنی لمبی بات جیسے ہی مکمل کی مشترکہ قہقہہ نکلا تھا۔اور کل کس نے دیکھا ہے یہاں۔

اور پھر ایک کہانی شروع ہونے جارہی ہے۔جس میں پر اسرار موڑ بھی ہیں اور دلکش رعنائیاں بھی۔ہجر کی تپتی دھوپ ہے تو وصل کے نخلستان جیسی دلنشین وادیاں بھی ہیں۔ اس میں رشتوں کے اتار چڑھاو بھی ہیں اور عشق کی انتہا بھی ہے۔کسی کا عشق فانی ہے تو کسی کا ابدی ہے۔گلاب چہروں کی داستان جس میں ہر کردار آپکو شہر محبت کا باسی ملے گا۔

رات حبیب عالم کے گھر سے مہندی آئی تھی۔ہر طرف رونق میلہ لگا ہوا تھا۔ابراہیم ایک سکوت میں تھا۔نہ وہ خوش تھا نہ اداس تھا۔اس کی ساری الجھنیں وقت پر ہی دور ہونی تھیں ۔بلاشبہ کائنات کا ہر عمل طے شدہ ہے۔ہر چیز میں باقاعدگی اس واحد کی شان کی عکاسی کرتی ہوئی نظر آتی ہے۔

سفینہ لاج میں با قاعدہ شادی کی تقریبات کا آغاز ہو گیا تھا۔ سب سے زیادہ خوشی تو خاور اور طلحہ کو تھی۔ وہ ہر وقت ہواؤں میں رہتے تھے۔ ابراہیم پر سکون تھا تو تنویر علی بھی خوش تھے۔ حبیب عالم بھی اترائے ہوئے پھرتے تھے کہ ان کا پلان کامیاب رہا ہے۔

مہندی کا دن آ پہنچا تھا۔ ساری لائٹنگ اور ارینجمنٹ بہت اعلیٰ تھی۔ با قاعدہ شہر سے کیٹرنگز والوں کو بلوایا گیا تھا۔ آف وائٹ قمیض شلوار میں سبز واسکٹ پہنے ابراہیم کسی اور سیارے کی مخلوق معلوم ہو رہا تھا۔ باقی سب مرد حضرات کی مہرون واسکٹ تھی اور آف وائٹ جوڑے تھے۔

تحریم کاسنی رنگ کے غرارے میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔ اور ہر لمحہ انجوائے کر رہی تھی۔ اور بار بار اسٹیٹس اپ ڈیٹ کرتی رہتی تھی۔ جو کہ یاور با قاعدگی سے چیک کر رہا تھا۔ اور ریپلائے میں مختلف ایموجیز بھیج رہا تھا۔

سمین آپا اور فرازیہ بیگم ان دونوں کے پیر زمین پر نہیں ٹک رہے تھے۔ فرازیہ تو بار بار صدقہ نکال رہی تھیں۔ ان کو یقین ہی نہیں آتا تھا کہ انکے اکلوتے بیٹے کی شادی ہو رہی ہے ۔کیونکہ ابراہیم کے جو تیور تھے وہ شروع میں کوئی بہت اچھے نہیں تھے۔ مگر پھر وہ ہنسی خوشی سب برداشت کر رہا تھا۔

گولڈن جوڑے میں ملبوس سمین آپا اس وقت ہال کے چکر لگا رہی تھیں۔ ان کو یہ تھا کہ انکے لاڈلے بھائی کی شادی بہت ہی اچھے طریقے سے ہو جائے اور کہیں کمی نہ رہ جائے۔

New Era Magazine

کاشان ہر وقت لڑکیوں کے ساتھ مقابلے میں لگا رہتا تھا۔زرا سی انکی محفل جمتی یہ آ کر اپنی تان لگا دیتا تھا۔ تحریم سمین آپا سے کہہ کر کئی بار اس کو مر دانے میں بجھوا چکی تھی مگر وہ ڈھیٹ تھا۔ تھوڑی دیر بعد پھر آموجود ہوتا۔

میں نے تمہاری گاگر سے کبھی پانی پیا تھا پیاسا تھا میں یاد کرو گوری۔۔۔۔۔
گوری تم ہلکا سا شرمائی تھیں وہ دن یاد کرو۔۔۔

ڈی جے نے یہ گانا لگایا تھا تو سب لڑکیاں گول دائرے میں اس گانے پر لڈی ڈال رہی تھیں۔ سمین آپا فرازیہ بیگم کو بھی کھینچ لائی تھیں۔اور ساتھ ہی تحریم نے عافیہ بیگم اور ساعقہ خالہ کو بھی گھسیٹا۔ محفل عروج پر تھی۔پھر کھانے کا شور اٹھا تھا کھانے سے فارغ ہو کر ایک بار پھر محفل جم چکی تھی۔

اور پھر ابراہیم کو مہندی کے لیے لیڈیز میں لایا گیا کاشان، طلحہ اور خاور نے پیلے پھولوں سے بنی چادر کو پکڑ رکھا تھا جس کے گھیرے میں ابراہیم کو اندر لایا جا رہا تھا۔

"یار جس اہتمام سے تم لوگ مجھے لے کر جا رہے ہو ایسا لگتا ہے'میری قربانی ہونے جا رہی ہے ۔۔۔۔"ابراہیم نے طلحہ کے کان میں کہا تھا۔

"بیٹا اب تو قربانی کا بکرا بننے جا رہا ہے۔۔۔"طلحہ نے مسکراتے ہوئے کہا۔

"کہیں رن مرید نہ بن جانا بیٹا خیال کرنا۔۔۔"خاور نے لقمہ دیا تو سب کھکھلا کر ہنس پڑے۔

New Era Magazine

اب باہر سے عون بھائی اور یاسر بھائی کے ساتھ رواحہ بھی اندر آچکا تھا۔ ابراہیم کو اسٹیج پر بٹھا کر اب سب نے بھنگڑا ڈالنا شروع کر دیا۔ سب بھنگڑے کے انتہائی شوقین تھے۔ اور تقریباً آدھے گھنٹے تک سب ڈالتے رہے۔ پھر ابراہیم کو بھی ساتھ ہی گھسیٹ لیا۔ اور اب تو زیادہ شور تھا اور سب لطف اندوز ہو رہے تھے۔

تنویر علی نے اندر آکر بیگم فرازیہ سے کہا کہ جلد از جلد رسم کر لیں۔ پھر کل دور کی بارات ہے صبح کوئی نہیں اُٹھے گا۔ لیکن خاور لوگ رک ہی نہیں رہے تھے آخر کار ڈانٹ کھائی تو پھر سب کو سکون آیا تھا۔ تنویر علی سب کو زبردستی باہر لے گئے۔ تو ہی خواتین نے رسم کی ورنہ لڑکوں نے ساری رات ناچنے کا پلان بنا رکھا تھا۔ اب سب لوگ باری باری ابراہیم کو مہندی لگا رہے تھے۔

"ویسے کافی اچھا بھنگڑا تھا ان کا۔۔۔" تحریم نے ساتھ بیٹھی علینہ سے کہا'

"ٹھیک کہہ رہی ہو۔۔۔" علینہ نے گولڈی کو مہندی کی مناسبت سے پیلے رنگ کی جیکٹ پہنا رکھی تھی۔

"چھوڑ دو اس کی جان' اللہ کرے تمہارا ہونے والا نفرت کرتا ہو بلیوں سے۔۔۔" تحریم نے تپ کر کہا۔

"خبر دار جو تم نے میری بلی کو کچھ کہا اور میں اسی سے شادی کروں گی جو ہنسی خوشی میرے ساتھ میری بلی کو قبول کرے گا۔۔۔" علینہ نے ناک سکوڑتے ہوئے کہا۔

"ہاہاہا" پھر تم کنواری ہی مرو گی بہن۔۔۔" تحریم دل جلانے والے انداز میں بولی تھی۔

"ویسے ابراہیم بھائی کی میری گولڈی کے ساتھ پکچر بہت اچھی آئی ہے۔۔۔"علینہ نے کہا۔
اس نے پرزور اصرار پر ابراہیم اور گولڈی کے ساتھ فوٹوگرافر سے پراپر تصویریں بنوائی تھیں۔

"تم کہیں ذہنی مریض نہ بن جانا، اتنا بھی کیا ایک بلی کے پیچھے پاگل ہو تم۔۔۔"تحریم زچ آ چکی تھی۔

"شٹ اپ۔۔۔"علینہ چیخ اُٹھی۔ سبز کلر کے لہنگا چولی میں علینہ کی اُٹھان ہی نرالی تھی اس کی آواز ہال کے شور میں دب گئی تھی۔ گولڈی اب اس کی گود سے نکل کر باہر جارہی تھی۔

تحریم کھکھلا کر ہنس پڑی وہ بخوبی آگ لگا چکی تھی۔

ہال سے نکل کر گولڈی مردانے میں داخل ہوگئی اور کاشان کے پاس جاکر رک گئی کاشان نے اسے اُٹھالیا تھا۔

"یہ بلی کو بھی کپڑے پہنا رکھے ہیں ویسے کس کی کارستانی ہے یہ؟؟؟"خاور نے کاشان کے ہاتھ میں گولڈی کو دیکھتے ہوئے پوچھا تھا۔

"یہ ہماری علینہ خالہ کی بلی ہے۔۔۔"کاشان بولا۔

"پتاہے آج اس کے ساتھ سب فوٹو شوٹ کروارہے ہیں۔۔۔"رواحہ نے بتایا۔

"ہاہاہا"تو یہ بلی کی اتنی اہمیت۔۔۔ویسے یہ محترمہ ہیں کون بلی کی مالکہ میں ضرور ملنا چاہوں گا۔۔۔"خاور نے کہا۔

New Era Magazine

"اندر جب چلیں گے تو ملاقات کروادوں گا لیکن گولڈی کے بارے میں کچھ مت کہیے گا علینہ خالہ برا مان جائیں گی۔۔۔"کاشان نے خبردار کیا تھا۔

"اب بڑی عزت دی جا رہی ہے ویسے تو علینہ علینہ اور جنگلی بلی لگا یا ہوتا ہے۔۔" پیچھے سے آتے ہوئے عون بولے تھے۔

"بس وہ میں نے کہا کہ اچھے الفاظ میں تعارف کروادوں۔۔"کاشان سر کھجاتے ہوئے بولا۔

ابراہیم دور سے آتا دکھائی دیا۔

"اتنی مشکل سے جان چھڑائی ہے یار۔۔"ابراہیم نے واسکٹ اتارتے ہوئے کہا۔

"رہنے دو اچھی لگ رہی ہے۔۔"طلحہ نے کہا۔

"اتنی گرمی ہے یار اکتوبر کا آغاز ہے پھر بھی۔۔"ابراہیم نے کہا۔

"میں نے ثمین آپا کو سختی سے کہا تھا کہ بہت ہی پھیکا کیک ہو۔انہوں نے میری بات مان لی اگر میٹھا ہوتا تو کیا بنتا سب نے اتنا کھلایا ہے کہ موڈ ہی ستیاناس ہو گیا ہے۔۔"ابراہیم نے کہا۔

"بس کر دے نازک مزاج حسینا'شادی ہے انجوائے کر۔۔"خاور نے کہا۔

"بس کر دو تم لوگ شادی شادی لگا رکھا ہے سکون ہی برباد کر دیا ہے شادی نے۔۔"ابراہیم نے قمیض کی آستین اوپر چڑھائی تھیں۔

"دولہا صاحب کا مزاج برہم ہے بھئی۔۔"رواحہ نے کہا۔

سب نے ایک دوسرے کو دیکھا۔اور صوفے پر بیٹھتے ہوئے ابراہیم کو اُٹھا لیا تھا۔

New Era Magazine

اور اُٹھا کر چکر کھانے لگے۔ کاشان ویڈیو بنا رہا تھا۔ اور ابراہیم نیچے اترنے کی ناکام کوشش کر رہا تھا۔

تنویر علی چلے آئے تو اور شور بلند ہوا۔ وہ بھی ہنسنے لگ گئے تھے۔ اور وہ سب بہت ہی حسین لگ رہا تھا۔ زندگی سے بھرپور اور کاش کہ حسین لمحات کیمرے کی تصویر کی طرح زندگی کی تصویر میں بھی محفوظ ہو جایا کریں۔ لیکن زندگی کی تصویر خوشی و غم سے ہی سجتی ہے۔

وہاں لاہور میں آفندی ہاؤس میں بھی کوئی کم رونق نہیں تھی۔ ہر طرف خوشیوں کا سماں تھا۔ گلابی اور لیمن کلر کے امتزاج والا کامدانی جوڑا ہما پر بہت جچ رہا تھا۔ اور خوبصورت سی پولکی کی جیولری چہرے کو چاند چار لگا رہی تھی۔

کبھی پلکیں اٹھانا کبھی پلکیں گرانا

گوری تیرا یہ ہار سنگھار

لے لے گا پیا کی جان

اب تو سجن ہو گا بے قرار

جب آئے گا تیرا پیا

تو ہو گا تیرا دل شاد

تو بنے گی اسکی من پریت او گوری!

لے کر پھولوں کے ہار تجھے لے جائے گا تیرا راج کمار

گوری تیرا پلکیں گرانا اور اٹھانا

لے لے گا پیا کی جان

سکھیوں کو تو بھول نا جانا او گوری

پیا کے پاس جا کر ساتھ نبھانا او گوری

سیما سب لڑکیوں کے ساتھ یہ گیت ڈھولک کی تھاپ پر زور زور سے گا رہی تھیں۔سب بھابھیوں اور کزنز نے نیلے اور پیلے کنٹراس کے جوڑے پہن رکھے تھے۔پارلر سے تیار شدہ سب اپسرائیں لگ رہی تھیں۔میری کی تو خوشی ہی نرالی تھی۔اس کی اکلوتی سہیلی جو اب دنیا میں اس کا واحد اثاثہ تھی اس کی شادی ہونے جا رہی تھی۔یہاں فنکشن قدرے لیٹ شروع ہوا تھا۔

میری فوٹو شوٹ میں پیش پیش تھی اور اب تک پتا نہیں سینکڑوں تصاویر بنوا چکی تھی۔

میکائیل عیسی اور موسی تینوں سفید جوڑے پہنے اور فیروزی دوپٹے اوڑھے بہت ہی ہینڈسم دکھ رہے تھے۔

مظاہر آفندی بھی سفید جوڑا اور دوپٹہ پہنے جو سائرہ نے زبردستی ان کو پہنا دیا تھا اس میں بہت ڈیسنٹ لگ رہے تھے۔ہما کو جب بھی دیکھتے تھے اندر تک خوشی بھر جاتی تھی۔یہ ان کی سب سے لاڈلی اولاد تھی۔

سائرہ بھی آ کر سب کے ساتھ بیٹھ گئی تھیں۔ وہ لیمن کلر کے جوڑے میں ملبوس دلہن کی ماں کی بجائے بہن لگ رہی تھیں۔ سائرہ کافی دبلی پتلی خاتون تھیں۔ جب تیار ہوتی تھیں تو بہوؤں اور بیٹیوں کو پیچھے چھوڑ دیتی تھیں۔

مہندی کی رسم شروع ہو چکی تھی بھابھیوں کے بعد اب باقی خواتین مہندی لگا رہی تھیں'۔ ابراہیم کی نسبت ہما بہت ہی کھلے دل سے سب برداشت کر رہی تھی۔ پاکستان میں دلہا دلہن کی دہی بن جاتی ہے۔ شادی کی رسمیں اتنی زیادہ ہوتی ہیں۔ ابراہیم پھر بھی احتجاج کر رہا تھا۔ لیکن ہما کی خوشی اتنی زیادہ تھی کہ اسے تھکاوٹ محسوس ہی نہیں ہو رہی تھی وہ بہت خوش تھی۔

"اور بعض اوقات حد سے زیادہ خوشی راس نہیں آتی ہے۔" وقت نے جھانک کر دیکھا تھا۔

"خدا سے دعا ہے کہ یہ خوشی کا موسم ہما کی زندگی میں ہمیشہ رہے آمین۔" محبت نے کہا تھا۔

ہما کے بھتیجے بھتیجیاں سب اب ڈانس کر رہے تھے۔ اور تو اور سیما کا بیٹا تیمور بھی باقی سب کی دیکھا دیکھی ہاتھ ہلا رہا تھا۔ خوبصورت سے ملبوسات میں بچے گڈے گڈیاں معلوم ہو رہے تھے۔ اور جشن بھری یہ رات گہری ہوتی جا رہی تھی۔

نوشیرواں پچھلے ایک ہفتے سے کافی مصروف رہا تھا۔ تو کسی سے رابطہ میں نہیں تھا۔ آج فراغت پا کر وہ فون کی طرف متوجہ ہوا۔ میری اور ہما کے کئی ٹیکسٹ اور وائس نوٹ تھے۔ اس نے جب وہ دیکھے تو ہکا بکا رہ گیا'

اس نے ہما کا وآئس نوٹ بار بار سنا۔

"ہیلو نوشیر واں! میری اور ابراہیم کی شادی ہونے جا رہی ہے۔ ہم لوگ اتنی جلدی میں آئیں ہیں آسٹریلیا سے۔ تمہیں بتانے کا موقع نہیں ملا۔ مجھے پتا ہے تم بہت مصروف ہو۔ لیکن کوشش کرنا کہ میری شادی تک نہ سہی۔ اس کے بعد ضرور چکر لگانا ہم تمہیں پاکستان گھمائیں گے۔ میری بہت خوش ہے میرے لیے دعا کرنا پلیز۔ خوش رہو آباد رہو 'تمہاری دوست ہما ----"

نوشیر واں جانتا تھا کہ ہما انگیجڈ ہے۔ مگر اس کا دل ہی نہیں مان رہا تھا کہ ہما کی شادی ہونے جا رہی ہے۔

دل پر کس کو اختیار ہے۔ یہ اسی جانب ہمکتا ہے۔ جہاں سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کہ ملن ہو پائے گا۔ نوشیر واں کی حالت بہت بری تھی۔ ہما جس کے ساتھ رہ کر وہ اس کا شیدائی بن بیٹھا تھا۔ وہ کسی اور کی ہونی جا رہی تھی۔ نوشیر واں کے جذبات تو یکطرفہ تھے۔ اور ہما وہ تو گوڈے گوڈے ابراہیم کے عشق میں ڈوبی ہوئی تھی۔

واہ تیری تدبیر اے مالک! انسان کو بعض اوقات ایسا غم دے دیتا ہے کہ وہ دن رات سولی پر سلگتا رہتا ہے۔ اور اسے کہیں جائے پناہ نہیں ملتی۔ وقتی طور انسان کو ایسا لگتا ہے کہ اس کی زندگی ختم ہو گئی۔ لیکن زندگی چلتی رہتی ہے اور یہی دستور کائنات ہے۔

New Era Magazine

نیازی منزل میں آئیں تو اس وقت ہلکی پھلکی رم جھم جاری تھی۔شندانہ اس وقت ٹیرس پر چائے کا کپ لیے ٹھہری تھی۔ آج رات وہ اور یاور سوات انٹر نیشنل ائیر پورٹ سے لاہور جا رہے تھے۔ کیونکہ آج کل سوات میں صرف اندرون ملک فلائٹس چل رہی تھیں۔ شایان نیازی اپنی بیگم کے ساتھ کل رات کو ساڑھے آٹھ بجے سعودیہ سے لاہور آ رہے تھے۔ بڑی اماں اب سفر سے پرہیز کرتی تھیں۔ وہ اپنے شریک حیات کے ساتھ کافی دفعہ حج و عمرہ سر انجام دے چکی تھیں۔

شندانہ نے ابھی اپنے والدین کو بھی راضی کرنا تھا۔ وہ دونوں مان جاتے تو بڑی اماں زیادہ دیر بات کو طول نہ دے پاتیں۔ شندانہ اور یاور دونوں کے دل میں بہن بھائی جیسی الفت تھی۔ اور اس کے علاوہ کوئی جذبات نہیں تھے۔ یہ ایک اچھی دلیل تھی کیونکہ بڑی اماں روایتی بزرگوں سے زرا ہٹ کر تھیں۔ اسفند نیازی بہت پڑھے لکھے انسان تھے۔ تو ان کے ساتھ رہتے رہتے گل رخ نیازی یعنی بڑی اماں 'شایان نیازی اور گلالئی بھی کتب بینی کے بہت شوقین رہے تھے۔ اور اسی نے ان کی روایتی پختون ہونے کے باوجود سوچ کو زرا روشن کر دیا تھا۔ پختون ایک غیرت مند قوم ہے۔ یہ لوگ عام طور پر خاندان سے باہر شادیاں نہیں کرتے۔ لیکن جب شریعت ہمیں اجازت دیتی ہے، تو روایت کہیں پیچھے رہ جاتی ہے۔ تحریم بہت اچھے خاندان سے تھی۔ رشتہ ہوتا نظر آ رہا تھا۔

یاور بہت بے تاب تھا۔ شندانہ اس کی بے تابیاں انجوائے کر رہی تھی۔ وہ ایکسائٹڈ اس لیے بھی تھی کہ اس نے یاور کو دوست 'بھائی' کزن سب مانا تھا۔ اس کے شادی کی رسومات کے

لیے لمبا انتظار نہیں کر سکتی تھی۔ لیکن شندانہ کو یہ یقین بھی تھا کہ وہ یاور کے لیے بڑی اماں کو منالے گی۔ اس چیز نے اسکے چہرہ پر مسکان بکھیر دی تھی۔ بڑی اماں خرابی طبیعت کے باعث سوئی ہوئی تھیں۔ اور یاور کام کے سلسلے میں باہر تھا۔ روزی بھی شاید اپنے کوارٹر میں تھی۔ اس لیے نیازی منزل میں خاموشی چھائی ہوئی تھی۔

شندانہ بھی جلد سونے کے لیے چلی گئی۔ صبح چار بجے کی فلائٹ سے جانا تھا۔

شندانہ کی آنکھ روزی کے اٹھانے سے کھلی تھی۔ رات کے دو بج رہے تھے۔ شندانہ جلدی سے تیار ہو کر مختصر ساضروری سامان لیے گاڑی میں جا بیٹھی۔ یاور پہلے سے ہی موجود تھا۔ بڑی اماں دوائی لیکر سوئی تھیں۔ تو اس لیے اُٹھ نہ سکی تھیں۔ یاور نے بھی روزی کو منع کر دیا تھا کہ بڑی اماں کو نہ اُٹھائے۔ روزی اور ریاض نے ان دونوں کو رخصت کیا۔ ڈرائیور اور ایک گارڈ انکو ائیر پورٹ چھوڑنے جا رہے تھے۔

روزی بہت اداس تھی۔ جب بھی یاور شہر سے باہر جاتا تھا اس کا دل ایسے ہی پریشان ہو جاتا تھا۔ ریاض سمجھا شاید شندانہ کے جانے کی وجہ سے اداس ہے۔

"نا اداس ہوا کرو پگلی! وآپس آجائیں گے جلد ہی۔۔۔" ریاض نے تسلی دی۔

"ہاں جانتی ہوں۔ پر یہاں سے کوئی بھی دوسرے شہر جائے تو دل اداس ہو جاتا ہے۔۔۔" روزی نے کہا۔

"جن سے محبت ہو ان کی جدائی برداشت کرنا ایک انتہائی مشکل کام ہے روزی۔۔۔" ریاض گہرے لہجے میں بولا تھا۔

"ہاں تو ٹھیک کہہ رہا ہے۔۔۔" روزی نے بے اختیار نظریں چرائی تھیں۔ وہ جانتی تھی ریاض اس سے مخلص ہے۔ پر وہ دل کا کیا کرتی جو یاور کے قدموں میں پڑا رہتا تھا۔ روزی کے یاور کے بارے میں سارے خیالات یک طرفہ تھے۔ اور یک طرفہ محبت ایک جان لیوا تجربہ ثابت ہوتی ہے۔ اگلے کو پتا ہی نہیں ہوتا۔ اور یہاں بندہ گھل گھل کر مر رہا ہوتا ہے۔ ریاض اور روزی دونوں بیک وقت یک طرفہ محبت کی آگ میں جل رہے تھے۔

"ہاں بلی!! کہیں نیند تو نہیں آ رہی تمہیں؟؟؟" یاور نے پوچھا تھا۔ وہ فلائٹ میں تھے۔

"نہیں میں ٹھیک ہوں۔ لیکن بھوک لگی ہے مجھے۔۔۔" شدانہ نے کہا۔

"ڈنر ٹھیک سے نہیں کیا ہو گا تم نے۔۔۔" یاور نے پوچھا تھا۔

"آپ گھر تھے نہیں تھے۔ بڑی اماں جلد سو گئی تھیں۔ میں نے فرائز لے لیے تھے شام میں۔ روزی سے کہا تھا آج رات کا کھانا نہ بنائے۔ بس آج ملازموں کے لیے ہی کھانا بنا تھا۔۔۔" شدانہ نے تفصیلی بتایا تھا۔

باتوں کے دوران ریفریشمنٹ آ گئی تھی۔ اور پھر پانچ بجے جہاز لاہور ائیر پورٹ پر لینڈ ہوا تھا۔ شدانہ کی خالہ نغمانہ ان کو لینے آئی تھیں۔ وہ یہیں ہی رہتی تھیں۔ خالو شہر سے باہر تھے۔ اور شدانہ کے خالہ زاد ابھی چھوٹے اور اسکول گوئنگ تھے۔

"فلائٹ کیسی رہی۔۔"نغمانہ نے ملتے ہوئے پوچھا۔

"بہت اچھی۔۔۔"شندانہ نے کہا۔

"ینگ مین ہاو آر یو؟؟؟"وہ یاور سے مل رہی تھیں۔

"آئم گڈ ڈئیر بیوٹی فل۔۔۔۔"

نغمانہ مسکرائی تھیں۔یاور انہیں بہت پسند تھا۔

"تم زرا نہیں بدلے۔۔۔"انہوں نے کہا۔

"زرہ نوازی ہے آپکی۔۔۔"یاور مسکرایا تھا۔

"خالہ جانی!آپ ڈسٹرب تو ہوئی ہوں گی۔۔۔"شندانہ نے گاڑی میں بیٹھتے ہوئے کہا۔

"نہیں بیٹا میں بالکل فریش ہوں رات میں جلدی سو گئی تھی۔۔۔"نغمانہ نے کہا۔

گاڑی اب لاہور کی سڑکوں پر رواں دواں تھی۔

سفینہ لاج میں آج کا دن بہت ہی اہمیت رکھتا تھا۔ابراہیم کی بارات تھی۔رات سوتے سوتے تین بج گئے تھے۔اس وقت ساڑھے دس تھے۔خانپور سے لاہور کا سفر تقریباً سات گھنٹے کا تھا۔تو یہ طے پایا تھا کہ ایک فلائٹ کے ذریعے چند لوگ جائیں گے۔اور اگلی فلائٹ سے دلہن کو رخصت کروا کر واپس آجائیں گے۔تنویر علی اور فرازیہ بیگم کے ساتھ حبیب عالم اور ان کی بیگم اور تنویر علی کی بہنیں اور بہنوئی ساتھ میں سمین عون کے علاوہ خاور،طحہ کاشان اور رواحہ جارہے تھے۔کیوں کہ سہرابندی کی تقریب ہونی تھی۔تو سب نے تیار ہونا تھا۔اور

ائیر پورٹ ایک گھنٹے کی مسافت پر تھا۔ سب کا پلان تھا کہ وہ ائیر پورٹ تک دلہا کو چھوڑنے جائیں گے۔ اور واپسی پر ائیر پورٹ سے دلہن کو لینے بھی جائیں گے۔ اس لیے بہت ہی خوبصورت سی بسوں کا انتظام کیا گیا تھا۔ جن کو خاص طور پر پینٹ کر کے شادی کے لیے سجایا گیا تھا۔ مختلف شادی بیاہ کے جملوں سے مزین بسیں بہت خوبصورت لگ رہی تھیں۔ ماشااللہ سے گاڑیاں تو بہت تھیں۔ لیکن سب کا ارادہ تھا کہ یوں اکٹھے جاتے ہوئے زیادہ مزہ آئے گا ۔یاسر اور ارمغان کے ذمہ یہ ڈیوٹی لگائی گئی تھی۔ کہ وہ سب کو لے بھی جائیں گے اور لے بھی آئیں گے۔ فلائٹ شام چھ بجے کی تھی۔

سفینہ لاج میں اودھم مچا ہوا تھا۔ ناشتہ ہلکا پھلکا ہی کیا گیا تھا۔ کیونکہ چار بجے سہرا بندی تھی تو اس سے پہلے کھانے کا انتظام تھا۔

ابراہیم نے صبح ناشتے کے لیے سب کو بیڈ روم سے نکال کر خود بیڈ روم لاک کر لیا تھا۔ اور ڈٹ کے نیند پوری کی تھی۔ بلا آخر تین بجے وہ سمین آپا کے دھڑا دھڑ دروازہ پیٹنے پر ہی باہر نکلا تھا۔ ڈارک براون شیر وانی اور گولڈن پاجامے اسے پکڑا کر سمین آپا نے زبردستی واش روم دھکا دیا تھا۔

آج کے دن کے لیے بھی گھر کے صحن میں خصوصی ہال تیار گیا تھا۔ جہاں پر فوٹو بوتھ بھی بنایا گیا تھا اور وہاں گولڈن روشنائی سے بڑا بڑا لکھا گیا تھا

"Ibrahim weds Huma"

سب لوگ باری باری وہاں آتے اور فوٹو سیشن کراتے۔ایک فوٹو گرافر کی ٹیم ساتھ جا رہی تھی جبکہ دوسرے نے یہیں رہنا تھا۔لڑکیوں کی فرمائش تھی کہ وہ اپنی مرضی سے یہاں مووی اور تصاویر بنوانا چاہ رہی تھیں۔ساڑھے تین بجے کھانا لگا دیا گیا تھا۔سب خواتین حضرات تیار ہو کر اب کھانا کھا رہے تھے۔کھانے سے فارغ ہو کر ابراہیم کو سہرا بندی کے لیے مردانے میں لے جایا گیا۔پہلے مولوی صاحب نے دعا کروائی اور پھر تنویر علی خان نے سہرا باندھا۔ابراہیم مرتا کیا نہ کرتا کے مصداق چپ چاپ تمام رسمیں پوری کروا رہا تھا۔اس کے بعد تو سب دوست اور کزنز پھر مل گئے اور خوب بھنگڑا ڈالا تھا۔پھر سب نے سلامی دی۔ایک خطیر رقم ابراہیم کے پاس جمع ہو گئی تھی۔

اس کے بعد باگ پھڑائی کی رسم کے لیے ابراہیم کو گھوڑے پر بٹھایا گیا۔اور ایک لمبا سا چکر گاؤں کی مسجد تک لگوایا گیا۔پھر وہاں پر ابراہیم نے مولوی صاحب کے کہنے پر دو رکعت نفل پڑھے کہ وہ اب نکاح کرنے جا رہا تھا۔اور نیک کام شروع کرنے سے پہلے نوافل ادا کرنا بہت ہی اچھا شگن سمجھا جاتا ہے۔ہمارے ریت ورواج کس قدر خوبصورتی لیے ہوئے ہیں۔ہر روایت انتہائی حسین اور مکمل ہے۔واپسی پر پورا گاؤں ابراہیم کے ساتھ سفینہ لاج تک آیا تھا۔تنویر علی کے کافی سارے دوست تھے۔جو شادی کی تقریبات کی وجہ سے سفینہ لاج میں مقیم تھے۔اور بہت سارے سیاسی دوستوں نے وہاں لاہور سے شرکت کرنی تھی۔

ابراہیم گھوڑی پر چڑھے ڈھول والے کے ساتھ کزنز کے گھیرے میں جب اندر آیا تو بے اختیار فرازیہ بیگم کی آنکھیں بھیگ گئی تھیں۔اس دن کا انہوں نے انتیس سال انتظار کیا تھا۔

ابراہیم کی پیدائش سے لیکر آج تک۔مائیں کتنی بھولی ہوتی ہیں۔بچوں کی پیدائش سے ہی سپنے بننے لگ جاتی ہیں۔اور پھر سالوں میں یہ سپنے بڑھ کر ایک توانا سی شکل اختیار کر لیتے ہیں۔اور جب وہ سپنے پورے ہوتے ہیں تو نرم دل ماوں کی آنکھیں بھیگ جاتی ہیں۔اور ایسا ہی آج فرازیہ بیگم کے ساتھ ہوا تھا۔عافیہ بیگم نے بمشکل ان کو چپ کروایا تھا۔سب کزنز ابراہیم کے گھوڑے کے گرد جمع ہو گئی تھیں۔سونے کے تاروں کا سہرا باندھے ابراہیم گھوڑی پر چڑھے ایک خوبصورت شہزادہ لگ رہا تھا۔ابراہیم نے گھوڑے کو لگام ڈالی اور سہرا پیچھے کیا۔سمین آپا نے جھٹ سے باگ پکڑ لی تھی۔سفینہ لاج کے فرنٹ میں یہ رسم ہو رہی تھی۔زنانہ و مردانہ ہال دائیں اور بائیں جانب بنائے گئے تھے۔کیونکہ سو کنال پر بنی سفینہ لاج کافی وسیع تھی۔سمین آپا سب کو شہہ دے رہی تھیں۔اور پھر ساعقہ بیگم کے کہنے پر سہرا گانا شروع کیا

دیسا دا راجہ

میرے بابل دا پیارا

امڑی دے دل دا سہارا نی ویر میرا گھوڑی چڑھے آ اا گھوڑی چڑھے آ نی سیوں گھوڑی چڑھے آ اا

را دھے وچ کھڑی تیرے بابل دی جائی دے چاوے دے چا ویرا باگ پھڑائی۔۔۔۔۔

ڈھول کی ہلکی سی تھاپ پر یہ گانا سب کزنز گا رہی تھیں۔

New Era Magazine

بہاروں کا ساسماں ہے۔ایسا لگتا ہے کہ

ایک ریاست کا شہزادہ راستہ بھول کر آ چکا ہے۔اس کے تیور یہ بتاتے ہیں کہ شہزادہ زرا سا

گرم مزاج ہے۔

۔مگر اس کے سہرے پر چمکتے سنہرے موتی دمک دمک کر بتا رہے ہیں کہ اے آدم زاد!!

ہماری شان میں اضافہ ہو چکا ہے جیسے ہی تم نے ہمیں اپنے ماتھے کا جھومر بنایا ہے۔بابا کے

خواب کو تعبیر ملی۔ماں کے ارمان پورے ہوئے۔میجر ابراہیم علی خان اپنی زوجہ کو آن بان

سے لینے کے لیے سب تھوڑی دیر میں روانہ ہوا ہی چاہتے ہیں۔

"بیٹا اب انہیں باگ پھڑائی دے ہی دو۔۔" فرازیہ بیگم نے کہا۔

ابراہیم نے جیب میں ہاتھ ڈالا تو سب لڑکے میدان میں اتر آئے۔

"نہیں ابراہیم ماموں اتنی آسانی سے تھوڑی دیتے ہیں بھلا۔۔۔"کاشان نے کہا تھا۔

"ہاں ابراہیم زرا مزہ تو لینے دو خواتین کی بے چینی کا۔۔۔"طلحہ بولا تھا۔

"ابراہیم بھائی بس آپ دے دیں۔۔۔"گولڈی کو اُٹھائے علینہ نے سامنے ہو کر کہا۔اس نے

گولڈی کو ریڈ کلر کی سلور ستاروں والی جیکٹ پہنا رکھی تھی۔اور خود پرپل اور گلابی کلر کے

ہلکے سے کام والے غرارے میں اونچی ہیل کے ساتھ بہت جچ رہی تھی۔

"یہ علینہ خالہ ہیں۔۔۔"کاشان نے خاور کو اشارہ کیا۔

"اووہ لگتا ہے محترمہ بلی کی محبت میں پاگل ہیں۔۔۔"خاور نے کہا۔

"وہ دیکھو ابراہیم بھائی کا دوست تمہاری بلی کو دیکھ رہا ہے۔۔"بلیو کلر کے شراہ میں ملبوس تحریم بالوں کو پیچھے کرتے ہوئے علینہ سے بولی تھی۔

علینہ نے سر اُٹھا کر سامنے دیکھا تو خاور کو شرارتی نگاہوں سے اپنی طرف دیکھتا پایا۔وہ سر جھٹک کر پھر ابراہیم کی طرف متوجہ ہو گئی تھی۔

"چلو ابراہیم جلدی کرو۔ابھی فوٹو شوٹ بھی ہونا ہے فلائٹ سات بجے ہے اور اب ساڑھے چار سے اوپر کا ٹائم ہو رہا ہے۔۔"ابراہیم نے تین لاکھ کی رقم سمین آپا کی طرف بڑھائی ۔سب کزنز نے اسے آپس میں تقسیم کرنا تھا۔

شہزادے نے زمین پر قدم رکھ دیا ہے۔

سلطنت کی تو جیسے شان ہی بڑھ چکی ہے۔

گھوڑے سے اترا ہوا شہزادہ اب ماں کی مدد سے سہرا اتار رہا ہے۔

زندگی بس یہی ہے'

خوشی کے آنسو آنکھوں میں لیے ایک ماں

اور سہرے کی لڑیوں سے لڑتا ہوا فرزند۔۔۔۔

فرازیہ بیگم سہرے

کو اُٹھائے اندر لا کر میں رکھنے چل دیں۔

عون ابراہیم کو لیڈیز ہال میں لیے چلے آئے۔ ابراہیم کو اب اسٹیج پر بٹھایا دیا گیا تھا۔

پھر سمین آپا، علینہ، تحریم اور باقی کزنز نے مل کر فوٹو شوٹ کروایا۔ اور پھر پلو بندھائی کی رسم کے لیے سب اسٹیج پر دوبارہ جمع ہو گئی تھیں۔ ابراہیم کے گلے میں فرازیہ بیگم دوپٹہ ڈال چکی تھیں۔ سب سے پہلے سمین آپا نے دوپٹہ باندھا اور یوں باقی سب باندھتی گئیں۔ بڑی مشکل سے خطیر رقم حاصل کرنے کے بعد انہوں نے ابراہیم کی جان چھوڑی تھی۔

آفندی ہاوس میں آج بہت چہل پہل تھی۔ لنچ کے بعد سب تیار ہو رہے تھے۔

حائم بھابھی ایک پروفیشنل بیوٹیشن تھیں۔ گو کہ شادی کے بعد انہوں نے اپنا پارلر بند کر دیا تھا۔ مگر وقتاً فوقتاً وہ میک اپ کرتی رہتی تھیں۔ اور ہما کو ان کا میک اپ بہت پسند تھا۔ حائم ہی اُسے تیار کر رہی تھیں۔ ہما کو کئی گھنٹوں کی محنت کے بعد بلآخر تیار کر لیا تھا۔ فرازیہ بیگم کی فرمائش تھی کہ روایتی ڈیپ ریڈ لہنگا ہو تو بہت ہی بھاری کام والا فرشی لہنگا تھا۔ اور ساتھ ہی بھاری بھرکم بڑا سا دوپٹہ۔ گولڈن کام سے مزین بہت ہی خوبصورت سا لہنگا تھا اور اسی لحاظ سے آنکھوں کا میک اپ تھا۔ اور ریڈ لپ اسٹک کے ساتھ گولڈن نتھ چاند سے چہرے کو مزید خوبصورت بنا رہی تھی۔ ایک پارلر سے دو تین بیوٹیشنز بلوا لی گئی تھیں جو باقی سب کو تیار کر رہی تھیں۔ آفندی ہاوس بھی بہت بڑا تھا۔ مہندی کی طرح بارات کا ارینجمنٹ بھی یہاں لان میں کیا گیا۔ اور کمبائن فنکشن تھا۔ کیونکہ بارات کے ساتھ بہت کم لوگ آ رہے تھے۔ اور مظاہر آفندی کی طرف سے زیادہ تر رشتہ دار ہی شرکت کر رہے تھے اور چند قریبی دوست۔ کیونکہ شادی بہت ارجنٹ نوٹس پر ہوئی تھی۔ اور ان کے کاروباری تعلقات کی وجہ سے

New Era Magazine

دوست دنیا بھر میں پھیلے ہوئے تھے تو کم ہی لوگ آ پائے تھے۔ ویسے ماشااللہ سے دونوں خاندان کے افراد مل ملا کر اتنے ہو جاتے تھے کہ باہر سے کسی کو بلانے کی گنجائش ہی نہیں بچتی تھی۔

ہما کا فوٹو شوٹ ہوا تھا۔ سائرہ کی آنکھیں بار بار نم ہو جاتی تھیں۔ لیکن وہ اپنے آپکو بڑی مشکل سے سنبھال رہی تھیں۔

ایک ریت ہے جو صدیوں سے رائج ہے
گوری کو پیا کے گھر جانا ہوتا ہے
ممتا کی آغوش سے نکل کر
بابل کا ویہڑا چھوڑ کر
ویرے کے گھیرے سے نکل کر
سکھیوں کو پیچھے روتا چھوڑ کر
گوری کو پیا کے سنگ بابل کا ویہڑا چھوڑ کر جانا ہی ہوتا ہے۔۔

میری فیروزی شرارے میں بہت ہی خوبصورت لگ رہی تھی۔ سموکی آئیز نے اس کے چہرے کا حسن مزید بڑھا دیا تھا۔ ہائی ہیل سے ٹک ٹک کرتی وہ پورے گھر میں پھر رہی تھی۔

دیکھو میری سکھی پیاسنگ جا رہی ہے

میرا دل اندر تک روشن ہے

میری سکھی دعاوں کے سائے میں پیاسنگ نئے سفر پر جا رہی ہے۔

اے خداوند!!!اس کا نصیب صبح کی طرح روشن لکھ دے

سکھی کی دلی مراد بر آئی ہے

اے خداوند!!!اسکے پیا کے دل کو بھی اسکے لیے بے تاب کر دے۔۔۔۔۔۔۔

۔۔۔۔۔۔۔

سفینہ لاج میں پلو بندھائی کی رسم ہو چکی تھی۔اور اب صدقے کے بکرے بھی دینے تھے۔ ابراہیم کو باہر لے جایا گیا تھا۔سات صدقے کے بکرے ذبح کیے گئے۔اور لاکھوں روپے بانٹے گئے تو تب جا کر ہی سب گاڑیوں اور بسوں میں بیٹھے تھے۔ایک پورا جہاز بک کروایا ہوا ہوا تھا تا کہ آنے جانے میں آسانی ہو یہاں سے روز ایک فلائٹ جاتی تھی اور ایک ہی واپس آتی تھی۔

بارات روانہ ہونے سے پہلے خوبصورت آتش بازی کی گئی پورا خانپور روشنیوں سے سج گیا تھا۔

آج جشن کا سماں ہے یارو

دو دلوں کے ملن کی گھڑی قریب آ گئی ہے

شہزادہ اپنی شہزادی کو لینے جارہا ہے

اس پر آسمان بھی خوش ہے اور زمین بھی روشن ہے۔

آتش بازی کا منظر اتنا خوبصورت تھا، کہ ابراہیم جیسا خشک مزاج انسان بھی مسکرا اُٹھا تھا۔ ساری گاڑیاں سرخ ربن سے سجی ہوئی تھیں۔ فوٹو گرافر سرگرم تھے۔ بارات چل پڑی تھی۔ بارات کی روانگی کی وہاں لاہور خبر پہنچ چکی تھی۔ ایک بس میں لڑکیاں تھیں۔ اور ایک میں لڑکے تھے۔ باقی لوگ رُک گئے تھے۔ گو کہ ملازمین کی ایک کثیر تعداد تھی سفینہ لاج میں۔ مگر تنویر علی خان نے کہا تھا کہ سب لوگ نہ جائیں۔

اور اب قافلہ جارہا ہے سارا

اور شہر محبت میں ہما کا نام لیکر منادی کرادی گئی، کہ ابراہیم آج ہما کا ہونے جارہا تھا۔ ہوائیں رقص کررہی تھیں۔ تو ساتھ فضائیں دلکش سماں باندھ رہی تھیں۔ آسمان بھی اس ملن پر مسکرارہا تھا۔ کیونکہ ایک مقدس بندھن کی تکمیل ہونے جارہی تھی۔

اب لڑکیاں اور لڑکے اپنی اپنی بسوں میں شادی بیاہ کے گیت گارہے تھے۔ اور ایک دوسرے کے مقابلے کے لیے بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہے تھے۔

ائیر پورٹ پر سب پہنچ گئے تھے۔ سارے لوگ اتر آئے تھے ائیر پورٹ کی انتظامیہ بھی حیران تھی۔ اتنے سارے خوبصورت وجود ان کے ائیر پورٹ کی شان کو بڑھا رہے تھے۔ آج چونکہ پورا جہاز بک تھا تو کوئی اور مسافر وغیرہ نہیں تھے۔ ائیر ہوسٹس اور پائلٹ نے بھی ابراہیم کے ساتھ فوٹوز بنوائی تھیں۔ ٹھیک سات بجے جہاز نے پرواز بھری۔

آدھا جہاز خالی تھا کیونکہ وہاں سے بھی کچھ لوگوں نے آنا تھا۔

اور سب لڑکے لڑکیاں ائیر پورٹ پر مختلف پوز سے تصاویر اتروا رہے تھے۔ یاسر اور ارمغان بھائی نے زبردستی سب کو بسوں میں دھکیلا۔ اور یوں بسیں روانہ ہوئیں گاڑیاں تو پہلے ہی جا چکی تھیں۔

جہاز میں طلحہ اور خاور نے ہنگامہ کیا ہوا تھا اور اب ابراہیم بھی کھل کر ہنس رہا تھا۔

فرازیہ بیگم مطمئن تھیں۔ تنویر علی خوش تھے۔ کیونکہ آج ان کا فرض ادا ہو رہا تھا۔

حبیب عالم نے ابراہیم کو مخاطب کیا

"ہاں بھئی برخوردار! اب خوش ہو؟؟؟"

ابراہیم مسکرا دیا۔

"کیوں خوش نہیں ہو گا۔۔۔" عون بولے تھے۔

اور سب کھکھلا کر ہنس دیئے تھے۔

تقریباً ایک گھنٹے سے بھی کم وقت میں جہاز لاہور ائیر پورٹ پر اتر چکا تھا۔ اور ائیر پورٹ کے باہر ابراہیم کے لیے ایک سرپرائز تیار تھا۔

چیکنگ سے فارغ ہو کر سب باہر آئے تو آرمی کی گاڑیوں کی لمبی قطاریں تھیں۔ اور یہ سب ابراہیم کے بیچ فیلو اور سینیر ز تھے۔ ایک فوجی بینڈ بھی موجود تھا ابراہیم بے اختیار خوش ہوا۔ تو وہاں تنویر علی کا سینہ بھی فخر سے تن گیا تھا۔ ایک اچھی خاصی تعداد میں اعلی فوجی افسران ان کے بیٹے کی شادی میں بن بلائے شرکت کر رہے تھے۔

انتظامات عون دیکھ رہے تھے۔ طلحہ اور خاور نے انہیں بتایا تھا لیکن ابراہیم سمیت باقی سب کے لیے یہ ایک سرپرائز تھا۔

آفندی ہاوس ائیر پورٹ سے پندرہ منٹ کی مسافت پر تھا۔ تو بڑی شان سے ہما کی بارات پندرہ منٹ کا سفر آدھے گھنٹے میں طے کر کے پہنچی تھی۔

آفندی ہاوس میں پہلے ہی اطلاع پہنچ چکی تھی میجر صاحب بس آنے ہی والے تھے۔

ہما کے دل کی خواہش تو بغیر کسی ظالم

سماج کے پوری ہو رہی تھی تو وہ بہت سے کہیں زیادہ خوش تھی۔ اس کا دل خوشی سے بھرپور اٹھکھیلیاں کر رہا تھا۔ اور وہ اس کی تیز رفتار سے مدہوش تھی۔ خوشی نے اس کے وجود کو الوہی سی مسکراہٹ عطا کر دی تھی۔ ہر طرف کہکشاں سے مناظر تھے۔ اور ان سب کے درمیان آسمان پر سب سے زیادہ جگمگ کرتا ستارہ اس وقت ہما آفندی تھا۔ جو دیکھنے والی ہر آنکھ کو خیرہ کر رہا تھا۔

New Era Magazine

بینڈ باجے کے ساتھ میجر ابراہیم آفندی ہاوس میں آ چکا تھا۔ہال کی ارینجمنٹ ہما کے جوڑے کے رنگوں کے مطابق تھی۔ ہر طرف سرخ پھول اور لائٹنگ۔ ایسا لگتا تھا کسی ونڈر لینڈ میں قدم رکھ دیا گیا ہو۔

پھولوں کے فرش پر ایک آدم زاد شاہانہ چال چل کر آرہا تھا۔۔اور بس کچھ دیر میں اپنی دلہن کو یہاں سے دور لے جانے والا تھا۔

ابراہیم کے ایک طرف فرازیہ بیگم اور دوسری طرف تنویر علی تھے۔فرازیہ بیگم کے جوڑے کا رنگ ابراہیم کی شیروانی سے ملتا تھا۔اور بہت ہی خوبصورت کامدانی جوڑے کے ساتھ زیورات سے لیس وہ واقع ایک ملکہ لگ رہی تھیں۔تنویر علی بھی براؤن ڈیزائنر جوڑے میں بہت ہی گریس فل لگ رہے تھے۔

ان کا استقبال بہت شاندار کیا گیا تھا۔سب چہرے روشن تھے۔

نکاح کی مقدس گھڑی آ پہنچی تھی۔

ایجاب و قبول کی گھڑیاں سرعت سے گزر گئیں تھیں۔شہر محبت میں چراغاں کرا دیا گیا۔ محبت نے اپنے پر پھیلا دیئے تھے۔اور وقتی طور پر سب کچھ چھوڑ کر اس نیک کام کی تکمیل کر نے والوں کو حصار میں لیے ہوئے تھی۔اور کاش محبت ہر محبت کرنے والے کا حصار ہمیشہ کے لیے کیے رکھے۔کہ جدائی کہیں دور سمندر کی گہرائیوں میں جاکر چھپ جائے اور اسے کبھی موقع نہ ملے کہ وہ اپنا وار کر سکے۔

بلا آخر ہما کو ہوش آیا کہ وہ آج بابل کا گھر چھوڑے جا رہی تھی۔ اور آج سے وہ پرائی ہونے جا رہی تھی۔ اس کا حقدار تبدیل ہو گیا تھا۔ اس کی آنکھیں چھلک پڑیں۔ حائم ایک تو خوش بھی تھیں کہ ہما نے روایتی دلہنوں کی طرح میک اپ کے دوران رونا دھونا نہیں مچایا تھا۔ لیکن وہ اداس بھی تھیں کہ آج یہ پیاری سی لڑکی وداع ہو جائے گی۔ ہما کو مظاہر آفندی نے چپ کروایا تھا۔

پھر دلہا دلہن کا فوٹو شوٹ ہوا ابراہیم بھی اسی دوران قدرے پر سکون تھا۔ لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ جلد ہی نیدیں اُڑنے والی ہیں۔

اسی دوران کھانا لگا دیا گیا۔ کیونکہ دس بجے کی فلائٹ تھی۔ دلہا دلہن فوٹو شوٹ کروا کے اور کھانا کھا کر آئے، تو سب لوگ کھانے سے فارغ ہو چکے تھے۔ اور ہال میں ہلکا سا میوزک چل رہا تھا۔ مظاہر آفندی اور تنویر علی دلہا دلہن کو لیے جب باہر ہال سے اسٹیج کی جانب بڑھے۔ تو یک دم سے ہال کی لائٹس بند ہوئیں۔ اور پھر ایک ساتھ سارے لیمپ جلا دیئے گئے۔ ایسے لگتا تھا دو چاند ایک ساتھ آج زمین پر اُتر آئے ہیں۔

ہال میں ایک جگہ ویڈنگ کیک کے لیے مخصوص کر دی گئی تھی۔ دونوں نے وہاں کیک کاٹا۔ اور ہال یک دم تالیوں کے شور سے گونج اُٹھا۔ ابراہیم نے کیک کا ایک ٹکڑا ہما کو کھلایا تھا اور صحیح معنوں میں اب ہما کی طرف پوری طرح سے متوجہ ہوا تھا۔

New Era Magazine

خیر شہزادی نے اپنے شہزادے کو متوجہ کر ہی لیا تھا۔اس رسم کے بعد دونوں ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کرا سٹیج پر آئے تھے۔اور پھر بیٹھ گئے تھے۔پھر تو سب باری باری تحفے تحائف دینے کے لیے آتے رہے،اور تصویریں بنواتے رہے۔ٹائم چونکہ کم تھا تو سیما جلدی سے دودھ پلائی کی رسم کے لیے میدان میں اُتر آئی تھیں۔اور پھر خوب ہنگامہ ہوا لیکن سیما پانچ لاکھ سے ایک روپیہ کم پر نہیں مانی تھیں۔ابراہیم نے پیسے دے دیئے تھیں۔رخصتی کا شور اُٹھا تھا۔

وداعی کی گھڑی آن پہنچی تھی۔بابا کی گڑیا اپنے گڈے کے ہمراہ بس جا رہی تھی۔بیاہ میں سب سے زیادہ دل چیرنے والے لمحات نے پڑاؤ کر لیا تھا۔قرآن کے سائے میں بیٹی رخصت ہو رہی تھی۔

دلہن کے ساتھ سیما اپنے شوہر اور بیٹے سیت جارہی تھیں۔میری کے علاوہ چند لوگ اور بھی جا رہے تھے۔کیونکہ کل سب کا ایک ساتھ آنا مشکل تھا۔

اور شادی پر دنیا نے دیکھا کہ ایک فیروزی جوڑے والی دلہن کی سہیلی اس سے زیادہ رو رہی ہے۔یہاں تک کے تنویر علی کو چپ کروانا پڑ گیا تھا۔

ہما آفندی ہاؤس سے رخصت ہو چکی تھی۔

سیاہ جوڑے میں ملبوس سائرہ جو کچھ لمحات پہلے ہشاش بشاش دکھ رہی تھیں۔اب نڈھال ہو چکی تھیں۔آفندی ہاوس یکدم بہت سارے لوگوں کی موجودگی کے باوجود ویران لگنے لگا تھا۔

مظاہر آفندی اندر کمرے میں چلے گئے تھے۔

میکائیل بہت اداس تھے۔ اور سب کو تسلی دے رہے تھے۔ حالانکہ ہما بھائیوں کے ساتھ زیادہ نہیں رہی تھی۔ لیکن اٹیچ بہت تھی۔ اور ظاہر ہے رخصتی کے وقت ڈھیروں خدشات اور جدائی کا احساس انسان کو گھیر لیتا تھا۔

شندانہ یاور اور خالہ کے ساتھ ائیرپورٹ پہنچ چکی تھی۔ فلائٹ دو گھنٹے لیٹ تھی۔ اس لیے یہ لوگ لیٹ ہی نکلے تھے۔ خالہ کو بیگ پکڑا کر جب وہ واش روم جا رہی تھی۔ تو اچانک اس نے دلہا دلہن سمیت کافی زرق برق میں ملبوس لوگ دیکھے وہ ماشاءاللہ کہے بنا نہ رہ سکی۔ اور لوگوں کے اس جم غفیر میں اُسے طلحہ بھی نظر آیا۔ وہ اور ایکسائٹڈ ہو گئی۔ اور زور سے پکارا "طلحہ بھائی۔۔۔" تمام لوگوں نے مڑ کر دیکھا تھا کہ سرخ جوڑے میں ملبوس آنکھوں میں بھر بھر کے کاجل ڈالے ایک پہاڑی نقوش والی خوبصورت سی لڑکی ہاتھ ہلائے طلحہ سے مخاطب ہے۔ اور تو اور ہما اور ابراہیم کی نگاہ بھی اُسی کی طرف اٹھی تھی۔

ہما نے بڑی سی چادر لپیٹی ہوئی تھی۔ مگر پھر بھی حسن تو جیسے بلکھا رہا تھا اور چادر میں بھی نمایاں تھا۔ طلحہ نے جواباً ہاتھ ہلایا تھا۔ اور ساتھ چلتے خاور اور کاشان سے کہا۔

"یہ میری کزن ہے شندانہ نیازی۔۔۔" شندانہ کا یہ پہلا باقاعدہ تعارف تھا۔ اور پانچ منٹ کی ملاقات میں شندانہ نے ساری شادی کی تفصیل لے لی تھی۔ اور دلچسپی سے ادھر ادھر دیکھا تھا۔ لیکن یہ پانچ منٹ شادی کسی کی پوری زندگی پر محیط ہونے والے تھے۔ یہ فی الحال کسی کو اندازہ نہیں تھا۔ اور وقت نے پہلا داؤ کھیل لیا تھا۔

اور جب شندانہ لیڈیز واش روم سے نکل کر خالہ کے پاس واپس آرہی تو اس نے دیکھا کہ دلہن کا کلچ نیچے گرا ہوا ہے۔ حالانکہ کافی بھیڑ تھی کوئی بھی اُٹھا سکتا تھا۔ لیکن شاید کلچ ہما کے نصیب میں تھا، تو شندانہ کو نظر آگیا۔ اب شندانہ نے اُسے منزل مقصود تک لازمی پہنچانا تھا۔ وہ فوراً بھاگی تھی۔

آخر میں ابراہیم تھا جو چیکنگ کروا رہا تھا۔

"ہیلو مسٹر گروم! آپکی وائف کا کلچ نیچے گرا ہوا تھا' یہ لیں۔۔۔" شندانہ نے پیچھے سے آکر کہا۔

چہرے پر بکھری براؤن لٹیں، بھاگ کر آنے کی وجہ سے سرخ ہوتا چہرہ اور معصومیت بھرے لہجے کو جب ابراہیم نے مڑ کر دیکھا تو بلاشبہ نظروں میں ستائش ابھری۔ لیکن وہ کیا ہے نا ابراہیم ایسا تھوڑی تھا کہ خوبصورت لڑکیوں کو دیکھ کر خوش ہونے والا۔ وہ تو اپنی بیوی کو جو آج اتنا سج دھج کے اُس کے سامنے تھی اس پر نگاہ بہت احتیاط سے اُٹھا رہا تھا۔ لیکن یہ خوبصورتی واقعی دل میں کھب جانے والی تھی۔ جس کا ابراہیم جیسے خشک مزاج بندے کو اندازہ ہو گیا تھا۔

"شکریہ میم۔۔۔" ابراہیم نے مخصوص آرمی مین کے سے لہجے میں کہا۔

"اوہ نائس ٹو میٹ یو۔۔۔ بیسٹ آف لک فار یور نیو لائف جرنی میجر ابراہیم" شندانہ نے پر جوش لہجے میں کہا تھا۔

ابراہیم نے سر جھکا کر شکریہ ادا کیا اور جانے کے لیے مڑا تھا۔

تیز گام شندانہ اتنی دیر میں بھیڑ میں گم ہو چکی تھی۔ ابراہیم نے باہر نکلنے سے پہلے ایک بار خلاف توقع مڑ کر دیکھا تھا۔ اور مسکرا دیا تھا۔ جہاز اپنی واپسی کی پرواز بھر چکا تھا۔

شندانہ وہاں سے فارغ ہو کر آئی تو خالہ کو تمام قصہ سنایا تھا۔ انہوں نے دلچسپی سے سنا تھا'

"مجھے بھی بلا لیتی تم۔ میں بھی دلہن اور دولہا دیکھ لیتی۔۔۔" شادیوں پر جانے کی شوقین خالہ نے ناراضگی سے کہا تھا۔

"بس خالہ جلدی میں تھے سب۔۔۔" وہ بیگ سے اب چاکلیٹ بار نکال چکی تھی۔

"اس لیے تم انہیں سی آف کر کے آ رہی ہو۔۔" خالہ نے کہا تھا۔

"اچھا ہم ابھی یاور بھائی کی جلد ہی شادی کریں گے تو آپ دیکھ لینا جی بھر کے دولہا دلہن۔۔۔" شندانہ نے کہا تھا۔

"کیا مطلب تم نے ہاں کر دی یاور کے لیے۔۔۔" خالہ نے گرم جوشی سے پوچھا تھا۔

"نہیں خالہ خاور بھائی کو کوئی اور لڑکی پسند آ گئی ہے۔۔۔" شندانہ نے ان کے سر پر دھماکہ کیا۔

"تم جیسی حسین لڑکی کو چھوڑ کر یاور کسی اور کو پسند کر بیٹھا یہ کیسے ہوا؟" خالہ کو افسوس ہوا تھا۔

"ہم دونوں بہن بھائی ہیں خالہ۔۔" شندانہ چاکلیٹ کا بائٹ لے رہی تھی۔

"بس میں نہیں مانتی۔۔۔"خالہ بڑی اماں کی خواہش سے واقف تھیں۔ساتھ ہی شندانہ اور یاور کے خیالات سے بھی۔لیکن وہ یہی سوچتی تھیں کہ شندانہ اور یاور ایک دوسرے کے لیے بنے ہیں۔

"یہ کیسے ہو سکتا ہے؟؟؟"شندانہ نے ریپر ساتھ پڑی دسٹ بن میں ڈالتے ہوئے کہا۔

"بس یاور کی دلہن تم ہی بنو گی۔۔۔"خالہ نے کہا۔

"شندانہ نے ناک سکوڑی تھی۔

"فلائٹ لینڈ کرنے والی ہے۔۔"پیچھے سے بلیک شلوار قمیض میں ملبوس یاور نے آتے ہوئے کہا تھا۔

شندانہ نے مسکرا کر دیکھا۔لیکن خالہ نے تیکھی نظروں سے۔انہیں خاور کو کسی اور لڑکی کو پسند کرنے والی بات نہیں بھائی تھی۔نغمانہ خالہ کا یاور فیورٹ تھا۔اور وہ سوچ چکی تھیں۔کہ وہ شندانہ اور یاور کی شادی کروا کر ہی رہیں گی۔

"کون چڑیل آگئی اس کی زندگی میں۔میری شندانہ اس کی نظروں میں کیوں نہیں سما سکی "نغمانہ خالہ نے یاور کو دوبار گھورا۔

"سب خیرت ہے نا خالہ اس بلی نے آپکو تنگ تو نہیں کیا کہیں۔۔۔۔"یاور نے پوچھا تھا۔

"""نہیں وہ خالہ کو ایک دولہا دلہن سے نہیں ملوایا تو اس لیے یہ ناراض ہیں"شندانہ نے کہا تھا۔

"کون دولہا دلہن؟"یاور نے پوچھا تھا۔

توجواب میں طلحہ کو ہیلو کرنے سے لیکر ابراہیم کو کلچ دینے تک کی داستان سناڈالی۔ "میسنا یہ تو بڑی چیز نکلا۔ ویسے وہ کبوتری ہے کون جس کے لیے نغمانہ کی بھانجی کو اگنور کر رہا ہے یہ۔ آفٹر آل میری بھانجی مجھ پر گئی ہے۔ کتنی حسین ہے یہ شندانہ" وہ اب اپنی خوبصورتی پر آ گئی تھیں ۔ ٹھیک پندرہ منٹ بعد فلائٹ نے لینڈ کیا تھا۔

خانپور میں آئیں تو سب بارات کے استقبال کے لیے چاک وچوبند تھے۔ تحریم اور علینہ لوگوں نے بہت شور مچایا تھا۔ لیکن ان کی ایک نہ سنی گئی تھی۔ ارمغان اور یاسر ہی ایک گاڑی اور ایک بس لیکر دلہا دلہن اور باقی افراد کو لینے گئے تھے۔ سفینہ لاج میں سب نے خوب دھوم دھڑکا کیا تھا۔ اور لڑکیاں میک اپ فریش کر کے پھر سے کھڑی تھیں۔ کچھ ماؤں کے شرارتی سپوت سوچکے تھے، تو وہ بے فکر تھیں۔ بارات خانپور واپس آچکی تھی آتش بازی رج کے ہو رہی تھی۔

ہما کو ایسا لگ رہا تھا کہ جیسے وہ شہزادی ہو جو اپنی سلطنت میں واپس آگئی ہو۔ رنگ ہی رنگ تھے نور ہی نور تھا۔

لیکن کچھ تھا ایسا جو ٹھیک نہیں تھا۔ کچھ کمی تھی۔ کوئی انجانا احساس تھا۔

جاری ہے۔

نوٹ

گلاب رت کے حسین کے بعد اپنی رائے سے ضرور آگاہ کریں۔ نظرِ ثانی کرتے ہوئے اس بات کو یقینی بنایا گیاہے کہ کسی قسم کی غلطی نہ ہو اگر پھر بھی کوئی غلطی رہ گئی ہو تو اس کی نشاندہی ضرور کریں تاکہ ہم اس کو بہتر کر سکیں۔

تعاون کا طلبگار

ادارہ(نیو ایرا میگزین)

New Era Magazine